Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۴ | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | ٹیلیفون نمبر ۴۴۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: مسعود احمد دہلوی

جلد ۳۰ | جمعرات ۲۶ شوال المکرم ۱۴۰۱ھ ؛ ۲۷ ظہور ۱۳۶۰ ہش ؛ ۲۷ اگست ۱۹۸۱ء | نمبر ۱۹۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ۔ ۲۵۔ ظہور۔ اگست۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل کراچی میں قیام فرما ہیں۔ حضور کی صحت کے بارے میں امیر صاحب مقامی کی خدمت میں آمدہ ۲۴ ظہور کی اطلاع مظہر ہے کہ

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام اور توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے حضورِ انور کو صحت و سلامتی سے رکھے اور اپنی تائیدات سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کمزوری اور ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب کرام التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے حضرت سیدہ موصوفہ مدظلہا کو صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

● میرے بہنوئی مکرم ڈاکٹر عبدالحق صاحب عرصہ سے پراسٹیٹ کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ پیشاب کے ساتھ خون آرہا ہے۔ نیز میری ہمشیرہ یعنی ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی بہت بیمار ہیں۔ ہر دو کے لئے عاجزانہ طور پر درخواستِ دعا ہے

(عبدالمنان ناہید۔ حال راولپنڈی)

● مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب مالک لائیڈ سائنٹفک سٹور لاہور کافی عرصہ سے فالج کے مرض میں مبتلا ہیں۔ گو پہلے سے کچھ افاقہ ہے تاہم ابھی کمزوری باقی ہے۔ صاحب موصوف نہایت مخلص سلسلہ کا درد رکھنے والے، نہایت مخیر اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے دوست ہیں۔ احباب کرام سے خاص طور پر دعائیں کرنے کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد صحتِ کامل و عاجل عطا کرے۔ آمین

(محمد امین شیخ ایمن آباد۔ حال فیصل آباد)

● یہ عاجز جولائی ۱۹۷۹ء کیمیار چلا آرہا ہے قوت سماعت بالکل ختم ہے۔ لقوہ بھی لاحق حال ہے۔ دائیں آنکھ بھی خراب ہے۔ جسم میں کمزوری پائی جاتی ہے چلنا پھرنا بہت مشکل ہے۔ اب اجتماع انصار اللہ اور جلسہ سالانہ قریب آرہے ہیں۔ میرا دل تڑپ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعاؤں میں مصروف ہوں۔ براہ مہربانی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ صحت کامل و عاجل عطا کرے آمین (عبدالحمید خان شوق۔ لاہور)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر الفضل)

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

۳۱ اگست کو یاد رکھئے

برادرانِ محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کی ادائیگیوں کا نصف وقت ۳۱ اگست ۱۹۸۱ء کو پورا ہو رہا ہے۔ اس وقت تک آپ کی طرف سے کل وعدہ کا کم از کم ½ ضرور ادا ہو جانا چاہیئے۔ اس کا پورا خیال رکھیں!

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(خاکسار سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

قرآن شریف کے ذریعے انسان کو خدا سے کشش پیدا ہو جاتی ہے

وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمے کو بند کر کے خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ (الانبیاء: ۲۵)

ترجمہ: یہ (قرآن) تو ان کے لئے بھی جو میرے ساتھ ہیں شرف کا موجب ہے اور جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے لئے بھی شرف کا موجب ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر حق کو پہچانتے نہیں۔ اس لئے اس سے اعراض کرتے ہیں

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِيْ اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهٗ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا دو ہی چیزیں قابلِ رشک ہیں۔ ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت عطا فرمائی اور وہ دن رات کے گوشوں میں اس کی تلاوت کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی دولت سے نوازا اور وہ دن رات کے لمحات میں اس کو راہ خدا میں صرف کرتا ہے۔

ملفوظاتِ سیدنا حضرت اقدس

"قرآن شریف ..... کے ذریعہ سے خدا کی طرف انسان کو ایک کشش پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور وہ خدا جو نہایت نہاں در نہاں ہے اس کی پیروی سے آخر کار اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالمِ ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے انا الموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے ..... ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے۔ خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے۔" (چشمہ معرفت۔ صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۵)

"ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاتے ہیں۔ ہم نے اس نورِ حقیقی کو پایا جس کے ساتھ ظلماتی پردے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آجاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔" (کتاب البریہ۔ صفحہ ۶۵)

"وہ خدا جس کے ملنے سے انسان کی نجات اور دائمی خوش حالی ہے۔ وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سنا ہے وہ سنیں اور قصوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے۔ وہ میل اتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہو جاتے ہیں وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا مکالمہ اور مخاطبہ ہے..... اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ صفحہ ۱۲۸ - ۱۲۹)

پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: سید عبدالحی مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل، رحمت غربی ربوہ ● قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۶ شوال ۱۴۰۱ھ

۲۷ ظہور ۱۳۶۰ ہش

استعدادوں کا غلط استعمال اور اس کی تباہ کاری

ہم قبل ازیں واضح کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دیگر جملہ مخلوقات پر یہ فضیلت بخشی ہے کہ اس نے اسے بہت اعلیٰ درجہ کے قوٰے اور استعدادیں عطا کی ہیں۔ اس نے انسان کو اعلیٰ جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں سے نوازا ہے اور اس کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ بیک وقت ان چاروں قسم کی استعدادوں کو بروئے کار لاکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرے اور اس طرح اپنے آپ کو اس کا حقیقی عبد بنائے۔

اس ضمن میں آج ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک قسم کی استعدادوں کو معطل کرنے اور ان سے استفادہ نہ کرنے کے نتیجہ میں انسان کبھی کامیاب اور متوازن زندگی نہیں گزار سکتا۔ لہذا کامیاب اور متوازن زندگی گزارنے کے لئے جملہ استعدادوں کو ترقی دینا اور ان سے بھرپور استفادہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ مثال کے طور پر اگر جسمانی اور ذہنی استعدادوں سے کام نہ لیا جائے تو اس کا آخری نتیجہ رہبانیت کی صورت میں نکل کر معاشرتی زندگی کو کالعدم کر کے رکھ دے گا اور اسی طرح اگر اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو بروئے کار نہ لاکر صرف جسمانی اور ذہنی استعدادوں کو ترقی دینے پر ہی زور دیا جائے اور اسی کو زندگی کا مقصد قرار دے لیا جائے تو اس کے نتیجہ میں دہریت اور اباحت کا پھیلنا اور معاشرہ میں نہایت ہی خطرناک فساد کا رونما ہونا ناگزیر ہے۔

موخر الذکر معاشرتی فساد کی واضح عملی مثال ہمیں مغربی تہذیب اور اس کی فتنہ سامانیوں میں ملتی ہے۔ مغربی تہذیب نے جس کی بنیاد سراسر مادی نظریۂ حیات پر ہے اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو مفلوج کر کے صرف جسمانی اور ذہنی استعدادوں سے ہی کام لینے اور ترقی کی راہیں تلاش کرنے پر زور دیا۔ اس کا نتیجہ دہریت اور اباحت کی شکل میں ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہا اور آج کل مغربی ممالک میں جس مہیب نوعیت کا معاشرتی فساد مچا ہوا ہے اس پر اہل مغرب از حد پریشان ہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ معاشرہ میں جو اخلاقی برائیاں جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی اور فضا اور ماحول کو متعفن بناتی چلی جارہی ہیں ان سے کیونکر نجات حاصل کی جائے۔

چونکہ مغربی اقوام کا سارا زور جسمانی اور ذہنی استعدادوں کو ترقی دینے پر تھا اس لئے انہوں نے مادی لحاظ سے تو بہت ترقی کرلی۔ حتیٰ کہ سائنسی ترقی کے بل پر وہ چاند پر بھی جا پہنچے۔ اور اب دوسرے سیاروں پر بھی کمندیں ڈال رہے ہیں۔ لیکن اخلاقی اور روحانی دیوالیہ پن ان کے لئے بلائے جان بنا ہوا ہے۔ اور ایٹمی جنگ کی ہولناک تباہی ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ انہوں نے غلطی یہ کی کہ اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو یکسر معطل کر کے ذہنی استعدادوں پر اس درجہ حصر کیا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی کنہ و کیفیت کو بھی عقل کے ذریعہ معلوم کرنا چاہا۔ حالانکہ اس کا تعلق عقل سے کہیں بڑھ کر روحانی استعدادوں سے ہے۔ انہیں وہ پہلے ہی مفلوج کر بیٹھے تھے۔ نتیجہ ہستی باری تعالیٰ کے انکار کی صورت میں ظاہر ہوا اور پھر اباحت کا ایسا دروازہ کھلا کہ اب کسی صورت بھی بند ہونے میں نہیں آرہا۔ اور معاشرتی گند ہے کہ بڑھتا جارہا ہے۔

مغربی اقوام کی اس غلطی پر سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بہت پُر معارف اور وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ سارے ہی عقدے صرف ایک ہی استعداد کو بروئے کار لاکر حل کرنے کی سعی کرنا محض نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف استعدادیں عطا کی ہیں اور ہر استعداد کا دائرہ کار الگ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعض حقائق کا ادراک بیک وقت کئی استعدادوں سے استفادہ کا مرہون ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر الٰہیات اور روح سے متعلق مسائل کو عقل کے ذریعہ قیاسی رنگ میں ایک حد تک ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کے متعلق یقینی علم حاصل کرنے کے لئے روحانی استعدادوں کو بروئے کار لاکر ان سے استفادہ ضروری ہے۔ روح کی کنہ اور کیفیت اور اس کے تعلق کو محض عقل کے ذریعہ معلوم نہیں کیا جا سکتا۔

جنہوں نے اسے روحانی استعدادوں کو معطل کر کے محض عقل کے ذریعہ معلوم کرنے کی کوشش کی وہ روح اور روحانی تعلق کے سرے سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ سیدنا حضرت اقدس نے ایسے لوگوں پر ان کی اس غلطی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف طریقے رکھے ہیں۔ بعض خواص آنکھ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں اور بعض صداقتوں کا پتہ صرف کان لگا سکتا ہے اور بعض ایسی ہیں کہ حس مشترک سے ان کا پتہ چلتا ہے اور کتنی ہی سچائیاں ہیں کہ وہ مرکزی قوٰے یعنی دل سے معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے صداقت کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق اور ذریعے رکھے ہیں۔ مثلاً مصری کی ایک ڈلی کو اگر کان پر رکھیں تو وہ اس کا مزہ معلوم نہ کر سکیں گے اور نہ اس کے رنگ کو بتا سکیں گے۔ ایسا ہی اگر آنکھ کے سامنے کریں تو وہ اس کے ذائقہ کے متعلق کچھ نہ کہہ سکے گی۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حقائق الاشیاء کے معلوم کرنے کے لئے مختلف قوٰے اور طاقتیں ہیں۔ اب آنکھ سے کسی چیز کا ذائقہ معلوم کرنا ہو اور وہ آنکھ کے سامنے پیش ہو تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ اس چیز میں کوئی ذائقہ ہی نہیں۔ یا آواز نکلتی ہو اور کان بند کر کے زبان سے وہ کام لینا چاہیں (یعنی زبان سے آواز سننا چاہیں) تو (ایسا ہونا) کب ممکن ہے۔ آج کل کے فلسفی مزاج لوگوں کو یہ بڑا دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ اپنے عدم علم کی وجہ سے کسی صداقت کا انکار کر بیٹھتے ہیں..... پس اس اصل کو یاد رکھو کہ مختلف قوتوں کے مختلف کام ہیں۔ انسان بڑے قوٰے لے کر آیا ہے اور طرح طرح کی خدمتیں اس کی تکمیل کے لئے ہر ایک قوت کے سپرد ہیں۔ نادان فلسفی ہر بات کا فیصلہ اپنی خام عقل سے چاہتا ہے حالانکہ یہ بات غلط محض ہے..... پس جب روح جسم سے مفارقت کرتی ہے یا تعلق پکڑتی ہے تو ان باتوں کا فیصلہ عقل سے نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو فلسفی اور حکماء ضلالت میں مبتلا نہ ہوتے۔ اسی طرح قبر کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں۔ یہ کشفی آنکھ (یعنی روحانی استعداد) کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے..... آفتاب کے چڑھنے میں جیسے ایک اندھے کے انکار سے فرق نہیں آسکتا اور ایک اسلوب القوۃ کے طریق استدلال سے فائدہ نہ اٹھانے سے اس کا ابطال نہیں ہو سکتا اسی طرح پر اگر کوئی شخص کشفی آنکھ نہیں رکھتا تو وہ اس تعلق ارواح کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ پس اس کے انکار سے محض اس لئے کہ وہ دیکھ نہیں سکتا اس کا انکار جائز نہیں۔ ایسی باتوں کا پتہ نری عقل اور قیاس سے کچھ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے انسان کو مختلف قوٰی دیئے ہیں۔ اگر ایک ہی سب کام دیتا تو پھر اس قدر قوٰے کے عطا کرنے کی ضرورت ہی تھی؟ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸۷ تا صفحہ ۲۹۰)

الغرض اہل مغرب میں دہریت پھیلنے اور ان کے خطرناک گمراہی میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے روحانی استعدادوں کو معطل اور بے کار چھوڑ کے ہر بات کا عقل سے پتہ لگانے اور ہر معاملہ میں عقل پر ہی کلی انحصار کرنے کو لازم پکڑا۔ عقل سے انہوں نے وہ کام لینا چاہا جو اس کے قیاسی دائرہ کار سے باہر ہے۔ نتیجۃً وہ وجود باری تعالیٰ اور روحانی صداقتوں کے منکر ہو بیٹھے یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام تر مادی ترقی انہیں بالآخر مکمل تباہی اور کلی استیصال کی طرف لے جارہی ہے اور وہ آنکھیں بند کر کے کشاں کشاں اس کی طرف بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ یہ سب نتیجہ ہے اخلاقی اور روحانی استعدادوں کو معطل کر چھوڑنے اور بقیہ استعدادوں سے ہی تمام صداقتوں کا احاطہ کرنے کی سعی لاحاصل کا۔ کامیاب اور متوازن زندگی گزارنے اور پُرامن حسین معاشرہ تشکیل دینے کے لئے ہر چہار قسم کی یعنی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی استعدادوں سے جن کی طرف اسلام نے راہنمائی کی ہے بھرپور استفادہ ضروری ہے۔ اس کے بغیر معاشرتی فساد اور کلی استیصال کی آئینہ دار ہمہ گیر تباہی سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

اطاعت

اطاعت سخت جانی، سخت کوشی
خموشی، باوجودِ گرم جوشی
اطاعت خود فراموشی کی منزل
حقیقت میں اطاعت خود فروشی

عبدالشکور ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کے بارہ میں سکھ ودوانوں کی عجیب وغریب غلط بیانیاں

مکرم گیانی عباد اللہ صاحب - ربوہ

۶

"۔ یہ بات نہایت قابل افسوس ہے کہ اکثر سکھ ودوانوں نے اسلام سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے عجیب وغریب قسم کی غلط بیانیاں کی ہیں ان کی متعدد مثالیں ہم سکھ کتب کے حوالوں سے اپنے اس مضمون میں بیان کر چکے ہیں۔ ایک سکھ ودوان بھائی سیوا سنگھ سابق ایڈیٹر ہفت روزہ خالصہ سماچار امرتسر (انجہانی) نے جن کے بارہ میں عام سکھوں میں یہ تاثر ہے کہ وہ عربی اور فارسی کے ماہر اور اسلامی تعلیمات کے بہت بڑے عالم اور فاضل تھے مگر ان کی علمیت اور قابلیت کا یہ حال تھا کہ وہ اسلامی کتب کے نام بھی صحیح طور پر نہ لکھ سکتے تھے چنانچہ انہوں نے حدیث شریف کی مشہور ومعروف کتاب "ترمذی" کا نام اپنی ایک کتاب میں "ترندی" بیان کیا ہے لکھتے ہیں

"ترندی میں ابن عمر کی ایک روایت لکھی ہے"

(قرآن دی کہانی صفحہ ۳۶)

جو شخص حدیث کی ایک کتاب ترندی کو ترندی لکھتا ہے اس کی علمیت اور قابلیت اس سے واضح ہو جاتی ہے۔

ایک اور سکھ ودوان جو خیر سے گیان۔ ایم اے اور پی ایچ ڈی (لندن) بھی ہیں نے اسلام کے بارہ میں یہ غلط بیانی کی ہے۔

"مسلمان خیال کے مطابق خدا اتنا رحیم اور دیالو ہے کہ ایک گناہ گار کے گناہ بخش دیتا ہے خواہ کبھی وہ گنہگار گناہوں سے توبہ نہ بھی کرے۔ مگر گورو صاحب خدا کو اتنا اندھا دھند اور دیالو نہیں مانتے ..... بداعمال کے گناہ تب ہی معاف ہوں گے اگر وہ پچھتاوا کرکے توبہ کرے اور معافی کے طور عاجزی کرے اور آئندہ بچ کر چلے اور نیک کام کرے۔ قرآن شریف میں خدا کو کہیں کہیں بدلہ لینے والا بھی بیان کیا گیا ہے لیکن گوربانی میں خدا تعالیٰ بدلہ لینے کے گن سے بالکل پاک ہے"

(گورمت درشن صفحہ ۱۴۲)

یہ اسلام پر بہت بڑا بہتان ہے کہ اسلام کا خدا کسی بھی گنہگار کے توبہ نہ کرنے پر بھی اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے چاہیئے تھا کہ گیانی شیر سنگھ جی ایم اے پی ایچ ڈی (لندن) اپنے اس خیال کی تائید میں قرآن شریف کی کوئی آیت بھی پیش کرتے مگر کوئی ایسی آیت ہوتی بھی تو۔ قرآن شریف میں جہاں بھی گنہگاروں کا ذکر کیا گیا ہے وہاں پر ہی ان کے گناہوں کی معافی حقیقی اور آئندہ اصلاح کرنے سے وابستہ کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد ہے:۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

(شوریٰ آیت ۲۶)

اور اللہ وہی ہے جو اپنے بندوں کی (گناہوں سے) توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی غلطیوں کو (ان کی توبہ کے نتیجہ میں) معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں (یا کریں گے) اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔

قرآن کریم کی یہ آیت بالکل واضح ہے اس کی روشنی میں گیانی شیر سنگھ جی ایم اے پی ایچ ڈی کا بیان سراسر غلط اور بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

قرآن شریف کے ایک اور مقام پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ توبہ کی قبولیت اس بات سے وابستہ ہے کہ ایک انسان اگر کسی گناہ کا مرتکب ہو جائے تو اسے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ کے لئے بچ بچ کر زندگی بسر کرنا چاہیئے تاکہ اس سے پھر کوئی گناہ سرزد نہ ہو سکے جیسا کہ فرمایا۔

أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(الانعام آیت ۵۵)

تم میں سے اگر کوئی شخص غفلت میں کوئی بدی (یا گناہ) کر بیٹھے گا اور اس کے بعد اگر وہ توبہ کرے گا اور اپنی اصلاح بھی کرے گا (یعنی پھر دوبارہ بدی میں مبتلا نہ ہوگا) تو خدا تعالیٰ اسے معاف کر دے گا وہ (اللہ) بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

قرآن شریف کی اس مقدس آیت میں توبہ کے ساتھ ساتھ اصلاح کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے یعنی اسی شخص کی توبہ قبول ہوگی اور گناہ معاف کئے جائیں گے جو آئندہ اپنی اصلاح کرے گا۔ جو شخص اصلاح نہیں کرے گا اس کی نہ تو توبہ قبول ہوگی اور نہ گناہ ہی معاف کئے جائیں گے۔

قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت توّاب بھی بیان کی گئی ہے جس کے معنے ہی یہ ہیں کہ جو لوگ گناہوں سے تائب ہو جاتے ہیں اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کا ارشاد ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ۔

(البقرہ آیت ۱۶۱)

ہاں جن لوگوں نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو گئے اور خدا کے احکام کو کھول کر بیان کر دیا تو ایسے لوگوں میں (اللہ اپنے بندوں کی طرف) اپنے فضل کے ساتھ توجہ کروں گا اور میں بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں

الغرض گیانی شیر سنگھ جی کا یہ بات ایک بہتان ہے کہ اسلام کا خدا اندھا دھند رحم کرنے والا ہے اور وہ ایسے لوگوں کے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے کہ جو نہ تو گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور نہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ بات گیانی شیر سنگھ جی نے خود ہی وضع کرکے اور آنکھیں بند کرکے اسلام کے سر تھوپ دی ہے انہیں شاید اس کا علم نہیں کہ قرآن شریف کے اس ارشاد کو کہ اللہ تعالیٰ ہر اس گناہ گار کی توبہ قبول کر لیتا ہے جو صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ اپنی اصلاح کرے۔ گورو گرنتھ صاحب میں بھی اپنایا گیا ہے جیسا کہ مرقوم ہے۔

"جیا بالک بھائے سُبھائی لکھ اپرادھ کماوے
کرا پدیش جھڑکے بُہہ بھاتی بُہڑ پتا گل لاوے
پچھلے اوگن بخش لئے پربھ آگے مارگ پاوے"

(سورٹھ محلہ ۵ صفحہ ۶۲۴)

یعنی جس طرح ایک بچہ اپنی نادانی سے لاکھوں غلطیاں کرتا ہے۔ اس کے والدین اسے مختلف طریقوں سے سرزنش کرتے ہیں اور پھر محبت سے اسے گلے بھی لگا لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو آئندہ کیلئے اپنی اصلاح کرکے صراط مستقیم پر گامزن ہو جائے۔

اب پروفیسر صاحب موصوف خود ہی غور فرمائیں کہ انہوں نے اسلام کی طرف جو بات منسوب کی ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس قسم کی بے بنیاد بات اسلام کی طرف منسوب کرکے انہوں نے اور تو کچھ نہیں کیا صرف اسلام کی تعلیم سے اپنی ناواقفیت اور جہالت کا ثبوت دیا ہے اسلام کا خدا بے شک رحیم وکریم ہے اور وہ ہر شخص کے گناہ بخش دینے پر قادر ہے بشرطیکہ ایک گناہگار صدق دل سے اس کی طرف رجوع کرے اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرکے ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ یہ خیال بالکل باطل ہے کہ اسلام کا خدا ایسے شخص کے گناہ بھی معاف کر دیتا ہے جو نہ تو توبہ کرے اور نہ اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو۔

گیانی شیر سنگھ جی نے ایک اور بات بھی غلط رنگ میں بیان کی ہے کہ اسلام کا خدا بدلہ لینے والا بھی ہے۔ گیانی جی ٹھنڈے دل سے غور کرتے تو اس بارہ میں ان کا تضاد واضح ہو جاتا۔ ایک طرف تو انہیں مسلّم ہے کہ اسلام کا خدا اندھا دھند معاف کرنے والا ہے اور دوسری طرف وہ اسلام کے خدا کو بدلہ لینے والا بھی بیان کر رہے ہیں۔ دونوں باتیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگر بدلہ سے ان کی مراد ظالموں کو ان کے ظلموں کا بدلہ لینے سے ہے تو یہ بات ایسی نہیں کہ جو قابلِ اعتراض ہو۔ اسلام کے خدا نے بدلہ سے متعلق یہ پاکیزہ تعلیم دی ہے کہ وہ جرم کے مطابق سزا دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک کے بدلہ میں سارے گاؤں کو باندھ لیا جائے اور سزا دے دی جائے۔ قرآن شریف کا ارشاد ہے:

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ۔

(الشوریٰ آیت ۴۱)

یعنی کسی بھی بدی کا بدلہ اس بدی کے برابر ہو (زیادہ نہیں) اگر اصلاح کے پیشِ نظر معاف کر دیا جائے تو اس کا اجر اللہ سے ملے گا۔ وہ (اللہ) ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

گویا اسلام کی تعلیم کی رُو سے کسی بھی بدی کے لئے سزا ضروری نہیں بلکہ اصلاح مقدم ہے اور اصلاح کے پیشِ نظر بڑے سے بڑا جرم بھی معاف کیا جا سکتا ہے کیونکہ اسلام میں سزا برائے سزا کا تصور نہیں بلکہ سزا برائے اصلاح ہے۔

گورو گرنتھ صاحب میں خدا تعالیٰ کو "اسر سنگھار" کا نام بھی دیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ ظالم لوگوں کو سزا ضرور دیتا ہے اور اس طرح ان سے ان کے ظلموں کا بدلہ ضرور چکاتا ہے جیسا کہ فرمایا:۔

۱۔ اسر سنگھارن رام ہمارا
گھٹ گھٹ رمیا رام پیارا

(مارو محلہ صفحہ ۱۰۲۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲- میرا پریم ساچا اُسر سنگھارن
(مارو محلہ ص۱۰۵۶)

۳- جگدیشر ہر جیو اُسر سنگھارے
(مارو محلہ ص۱۰۸۲)

یاد رہے کہ "اُسر سنگھار" کے معنے ظالموں سے بدلہ چکانے والا ہی ہیں۔ نیز گورو گرنتھ صاحب میں خدا تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "مدھوسودن" اور "مراری" بھی مذکور ہے۔ ان دونوں ناموں کے معنے سکھ ودوانوں کے نزدیک ظالموں اور راکھشسوں کا دشمن کے ہیں (ملاحظہ ہو شیدا رتھ گورو گرنتھ صاحب ص۹۴، ص۱۶۳، ص۲۴۹، ص۳۳۷)

ہمارے سکھ دوست گورو گوبند سنگھ جی کو "وشٹ دمن" بھی بیان کرتے ہیں (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ ص۹۲۸) اور دشٹ دمن کے معنی ہیں ظالموں کو تباہ کرنے والا اور ان سے بدلہ چکانے والا۔ اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ میں ظالموں کو سزا دینے والا گُن ہی نہیں (گورمت ورش ص۱۴۲) تو یہ گُن گورو گوبند سنگھ جی میں کہاں سے آگیا۔ گیانی شیر سنگھ جی کو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک گُن انسانوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آیا ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں تو یہ بھی مرقوم ہے کہ

سنتاں مانوں دُوتاں ڈانوں۔ ایہہ کٹوا ری میری
(رام گلی کبیر ص۹۶۹)

یعنی نیک لوگوں کی حفاظت کرنا اور ظالموں کو سزا دے کر ان کے ظلموں کا بدلہ چکانا یہ میری کو توالی ہے

اب گیانی شیر سنگھ جی ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی غور فرمائیں کہ اگر ظالموں سے ان کے ظلموں کا بدلہ چکانا اور انہیں سزا دینا ایک خوبی ہے تو آپ کے نزدیک خدا تعالیٰ اس خوبی سے خالی کیوں ہے؟ اور اگر یہ عیب ہے تو یہ عیب گورو گوبند سنگھ جی نے کیوں اختیار کیا۔ ان کا تو یہ بھی بیان ہے

ہم ایہہ کاج جگت موں آئے
دھرم ہیت گوردیو پٹھائے
دھرم چلاون سنت ابارن
دشٹ دوکھئیں کو مول اپارن
(گورو گوبند سنگھ سمرپن گرنتھ ص۱۴)

کیوں گیانی شیر سنگھ جی گورو گوبند سنگھ جی دشٹوں اور دکھیوں کو ان کے کسی جُرم کی بنا پر اکھاڑنے آئے تھے یا بے گناہوں کو سزا دینے کے لئے۔ اگر ان کو ان کے ظلموں کے بدلہ میں سزا دینا ان کا کام تھا تو یہ کام ان کے سپرد کس نے کیا تھا جبکہ بقول آپ کے خدا تعالیٰ میں بدلہ لینے کی صفت ہی نہیں۔ سوچئے، ٹھنڈے دل سے سوچئے۔

۱۱- گیانی شیر سنگھ جی نے اسلام اور سکھ دھرم کا موازنہ کرتے ہوئے ایک اَور عجیب بات بیان کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ:-

"یہ عقیدہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر یا صرف وہی پیغمبر یا سب سے آخری پیغمبر ہوتے ہیں گورو صاحب کو اپیل نہیں کرتا تھا۔"
(گورمت ورش ص۱۴۶)

یہ بات بھی پروفیسر صاحب موصوف نے محض اپنے ذاتی خیال کی بنا پر قلمبند کی ہے جہاں تک سکھ کُتب کا تعلق ہے گورو نانک جی رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول اور خاص پیغمبر خاتم النبیین ہی تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ ولایت والی جنم ساکھی میں گورو نانک جی کا ارشاد ہے

ص۔ صلاحت محمدی سکھ ہی آنکونت
خاصہ بندہ سچیا سر متراں ہوں امت
(جنم ساکھی ولایت والی مطبوعہ ۱۸۸۴ء ص۲۴۶
جنم ساکھی گورو نانک دیوجی گورو نانک یونیورسٹی والی ص۶۱)

گورو نانک جی نے اپنے اس ارشاد میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو "سر متراں ہوں امت" کہا ہے اور اپنے رنگ میں حضورؐ کو نبیوں کا سردار ظاہر کیا ہے۔

ایک سکھ ودوان ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے

"(حضرت) محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گورو نانک خدا کے ایک خاص پیغمبر تسلیم کرتے تھے۔"
(جیون چرتر گورو نانک دیوجی ص۳۰۵)

اس سے یہ امر واضح ہے کہ سکھ ودوانوں کے بقول گورو نانک جی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا محض ایک پیغمبر ہی نہیں بلکہ سریشٹ (خاص) پیغمبر تسلیم کرتے تھے۔

سکھ کتب سے اس امر کی بھی تصدیق ہوتی ہے کہ گورو نانک جی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم المرسلین" اور خاتم الانبیاء" بھی مانتے تھے جیسا کہ جنم ساکھیوں میں ان کا یہ ارشاد درج ہے کہ

"میں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ سچے صاحب اس سے قبل آپ نے خاتم المرسلین (حضرت) محمد، محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو دنیا میں بھیجا ہے"
(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ایڈیشن ص۱۵۱)

ایک اَور مقام پر مرقوم ہے کہ خدا تعالیٰ نے گورو نانک جی سے کہا تھا:

"خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے سامنے عالم کو راہ دکھانے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔"
(جنم ساکھی بھائی بالا اردو ایڈیشن ص۱۵۵)

گیانی شیر سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ گورو نانک جی صرف ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مانتے تھے لیکن گیانی جی نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا کہ کون لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا میں صرف ایک ہی رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے ہیں۔ اَور کوئی نبی یا رسول نہیں ہوا۔ قرآن شریف میں تو واضح الفاظ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی ہر قوم میں اللہ کے رسول گزرے ہیں اور دوسری اسلامی کتب میں اور خود گورو گرنتھ صاحب میں ان کی تعداد سوا لاکھ بیان کی گئی ہے کسی بھی مومن مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ دُنیا میں صرف اور صرف رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کے رسول گزرے ہیں اَور کوئی نہیں۔ گیانی جی کی یہ بات بھی ان کا اپنا اختراع ہے جو انہوں نے اسلام کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

(باقی)

سالانہ اجتماع اطفال پر ورزشی مقابلے

انفرادی مقابلے:- دوڑ سو گز، لمبی چھلانگ، ثابت قدمی، دوڑ دو سو گز، دوڑ تین ٹانگ، نشانہ غلیل، (دو معیار ہونگے)

اجتماعی مقابلے:- فٹ بال، کبڈی، جھنڈا دوڑ، میرو ڈیہ

نوٹ نمبر ۱ ہر ٹیم گیارہ اطفال پر مشتمل ہوگی۔ ریفری کا فیصلہ ماننا ضروری ہوگا۔

نمبر ۲ اطفال کی عمر کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک علیحدہ کمیٹی مقرر ہوگی۔

نمبر ۳ اجتماعی مقابلے بلاک وار ہوں گے نگران صاحب بلاک اپنے حلقہ سے کھلاڑی منتخب کریں گے (جھنڈا دوڑ کی ٹیم چار اطفال پر مشتمل ہوگی۔)

(منتظم اشاعت سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ زکوٰۃ

"عن عائشہ قالت سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ماخالطت الزکوٰۃ مالاً قطّ الا اَھلکتہ"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں رہنے دیا جائے تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دے گا۔

آپؐ کا یہ ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کے اکثر احباب و خواتین جو صاحب نصاب ہیں بڑی باقاعدگی اور التزام کے ساتھ اپنی واجب الادا زکوٰۃ از خود ادا کر دیتے ہیں مگر ابھی تک کئی ایسے احباب بھی ہیں جن پر زکوٰۃ واجب تو ہوتی ہے لیکن مسائل کی لاعلمی کے باعث ادا نہیں کر رہے۔

امراء صاحبان، صدران کرام اور سیکرٹریان مال صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ احباب جماعت کو اس اہم فریضہ کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائیں اور زکوٰۃ کی رقوم وصول کر کے جلد ارسال مرکز فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

قرار دادِ تعزیت

جماعت احمدیہ گجرات شہر نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار داد تعزیت بالاتفاق منظور کی

"جملہ افراد جماعت احمدیہ شہر گجرات کا یہ اجلاس ایک نہایت ہی ہونہار بچے عزیز منیب احمد خان ابن محترم چوہدری منیر احمد خان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات کی وفات پر گہرے رنج و غم اور حزن و ملال کا اظہار کرتا ہے۔

مرحوم بہت مخلص فدائی احمدی اور غیر معمولی طور پر ہونہار بچہ تھا۔ تعلیمی اعتبار سے سکول کی آنرز لسٹ پر درج تھا۔ کھیلوں کے میدان میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ سکول کی کرکٹ ٹیم کا کپتان تھا۔ ایک بہترین مقرر اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھا۔ ایڈونچرس طبیعت کا مالک اور واقف زندگی تھا۔ سب بڑوں اور چھوٹوں میں مقبول تھا۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔

عزیز کی وفات کی خبر سُنتے ہی ہر طبقہ کے احمدی اور غیر از جماعت احباب اس کے اوصاف حمیدہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جوق در جوق ان کی رہائش گاہ پر آنے لگے۔

مقامی جماعت عزیز کی وفات کا شدید صدمہ محسوس کرتی ہے اور اسے ایک جماعتی ہی نہیں بلکہ قومی نقصان قرار دیتی ہے۔ ہم عزیز مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے والدین کو محض اپنے فضل سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحوم کے والد محترم اور والدہ محترمہ نے جس صبر و استقلال اور حوصلہ کا نمونہ پیش کیا ہے وہ اپنوں اور بیگانوں کے لئے نہایت ہی ایمان افروز ہے۔

ہم ہیں

اراکین جماعت احمدیہ شہر گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلامِ محمود پر ایک نظر

(مکرم محمود احمد صاحب اشرف - ربوہ)

حضرت مصلح موعود وہ میرِ کارواں تھا جس کی نگاہ بلند اور سخن دلنواز تھا۔ دیکھنے والوں نے اُسے دیکھا! سُننے والوں نے سُنا اور کہا کہ وہ سلطان القلم کا سلطان البیان بیٹا تھا۔ اُس کے بیان میں ایسا سحر تھا کہ لفظ لفظ بیک وقت ہزاروں دلوں کی پنہائیوں میں یُوں جذب ہوتا چلا جاتا جیسے پیاسی زمین باران رحمت کے قطرات کو جذب کر لیتی ہے۔

خُدا نے اپنی رُوح اس میں ڈالی تھی اُس کا صاحبِ شکوہ اور عظمت ہونا اُس کے کلام سے ظاہر ہے۔ اُس کا بیان اُس کے سخت ذہین و فہیم ہونے پر شاہدِ ناطق ہے۔ وہ بولتا تھا تو اس کے بیان سے، وہ لکھتا تھا تو اس کی تحریر سے حسبِ حال جمال و جلالِ الٰہی کا اظہار ہوتا تھا۔ اُس کا کلام رضائے الٰہی سے معطر تھا۔ وہ بیان سحر انگیز ہے۔ وہ جسم فانی تھا۔ وہ رخصت ہوا مگر وہ کلام، وہ بیان آج بھی زندہ و تابندہ ہے

حضرت مصلح موعود کا یہ کلام، کتب، تقاریر اور منظومات کی صورت میں محفوظ ہے۔ اس مختصر سے مضمون میں آپ کے منظوم کلام "کلامِ محمود" پر ایک طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ کلامِ محمود عشقِ الٰہی کا ایک مرقع ہے جس میں محمد مصطفےٰ ﷺ سے محبت کا اظہار بھی ہے اور جس کا ہر ہر شعر بامقصد، سادہ، حسین اور سوز و گداز سے بھرپور ہے جس میں غلبۂ اسلام کی تڑپ، نوجوانوں کے لئے درد، اُن کی تربیت کے لئے بیش بہا نصائح اور عزم و حوصلہ کی قندیلیں روشن نظر آتی ہیں۔

اوّل تا آخر کلام الامام کا ہر شعر جذب و کیف کا حامل اور سرورِ عشقِ الٰہی اور حسنِ محبوب کے تذکروں سے معمور ہے۔ راہِ سلوک کی منازل اور حسن و عشق کے مراحل کا تذکرہ بڑے ہی دلکش اور حسین انداز میں کیا گیا ہے جس سے عام آدمی یہ گمان کرتا ہے کہ شاید عشق مجازی کا اظہار ہے اور دل کی لگن کا بیان۔ لیکن فی الاصل یہ سب عشقِ الٰہی کا حسین و جمیل تصور ہی تو ہے جسے دل نشین اور اثر انگیز الفاظ کا رُوپ دیا گیا ہے اور پھر اولیاء اللہ تو اپنے محبوبِ حقیقی سے اسی طرح محوِ راز و نیاز ہوتے ہیں جیسے کوئی عاشق اپنے معشوق و محبوب سے ہم کلام ہوتا ہے۔

مَیں نے جس دن سے ہے پیارے تیرا چہرہ دیکھا
پھر نہیں اَور کسی کا رُخِ زیبا دیکھا
جب کبھی دیکھی ہیں یہ تیری غزالی آنکھیں
مَیں نے دُنیا میں ہی فردوس کا نقشہ دیکھا

یہ کلام محبتِ رسول ﷺ کا بھی آئینہ دار ہے اور عشقِ رسول ﷺ میں ڈوب کر جو اشعار ڈھلے ہیں وہ اس آتشِ عشق و محبت کا پتہ دیتے ہیں جو آپ کے دل میں موجزن تھا۔ ؎

مجھے اس بات پر ہے فخر محمودؔ
میرا معشوق محبوبِ خدا ہے
اے محمدؐ اے حبیبِ کردگار
مَیں ترا عاشق تیرا دلدادہ ہوں
گو ہیں قالب دو مگر ہے جان ایک
کیوں نہ ہو ایسا کہ خادم زادہ ہوں
محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
مرا دل اس نے روشن کر دیا ہے
اندھیرے گھر کا میرے وہ دیا ہے

آپ نے اپنے منظوم کلام کے بارے میں فرمایا کہ:۔

"چونکہ مَیں تکلف سے شعر نہیں کہتا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے۔ پڑھو اور غور کرو۔ خدا کرے کہ یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہوں۔"

چنانچہ آپ کا کلام مقصدیت اور سادگی کا مظہر ہے۔ مقصدیت اس لئے کہ وہ وجود ہی خاص منشا الٰہی کے تحت پیدا کیا گیا اور اس کا نام مشیتِ الٰہی نے مصلح موعود رکھا۔ اسی طرح سادگی و سہل نگاری آپ کے اشعار کا جزوِ لاینفک ہے۔ عام فہم لیکن دلآویز و دل نشین اندازِ بیان دلوں میں ایک جذبِ بیکراں پیدا کرتا ہے اور حسن و عشق کے مراحل طے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ گہرے دلی جذبات بامقصد اور سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے اندر بڑا حُسن رکھتے ہیں۔ گویا سادگی میں پُرکاری کا عالم ہے۔

مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
کیا محبت جائے گی یوں کیا پڑا رووں گا میں خوں
یاد کر کے چشمِ مے گوں مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
آسماں شاہد نہیں کیا میرے اقرارِ وفا کا
اے مری جاں میرے مولیٰ مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
سر کو پاؤں پر دھروں گا آنکھیں تلووں سے ملوں گا
نقشِ پا کو چوم لوں گا مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا
مَیں تمہیں جانے نہ دوں گا

کلامِ محمود میں نوجوانوں کی ترقی اور تربیت کے لئے بڑا درد، بے حد تڑپ اور بڑی لگن پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں بڑی جامع، پُرخلوص اور بیش بہا نصائح ملتی ہیں۔ "نونہالانِ جماعت سے خطاب" نظم کا ہر شعر مشعلِ راہ ہے اور جس قدر سوز و گداز اور دلی دعا کے ساتھ آپ نے یہ شعر کہے وہ تشریح طلب نہیں۔

مصلح موعود کی بابرکت عمر کا لمحہ لمحہ غلبۂ احمدیت کی کوششوں میں صرف ہوا۔ آپ کے اشعار میں وہ تڑپ نظر آتی ہے جو غلبۂ احمدیت کے لئے آپ کے دل میں تھی۔

اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خدا
جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں
پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

مصلح موعود کوہِ وقار، عالی ہمت، بلند حوصلہ اور اولوالعزم تھے۔ مایوسی آپ کو چھو کر بھی نہ گئی تھی۔ جماعت کو بھی آپ نے اسی رنگ میں ڈھالنے کی سعی بلیغ فرمائی۔

ذکرِ خدا پہ زور دے ظلمتِ دل مٹائے جا
گوہرِ شب چراغ بن دنیا میں جگمگائے جا
منزلِ عشق ہے کٹھن راہ میں راہزن بھی ہیں
پیچھے نہ مُڑ کے دیکھ تُو آگے قدم بڑھائے جا

کلامِ محمود میں ہمیں بعض مقامات پر ہلکا سا مزاح بھی نظر آتا ہے لیکن ہم اسے طنز یا ابتذال نہیں کہہ سکتے بس ذرا سی چٹکی جس سے حقیقتِ حال واضح ہو اور سمجھانے کا ایک ایسا طریق جس سے کوئی بُرا نہ مانے نہ کسی کی دل شکنی ہو۔

کلامِ محمود کے اشعار شعری حُسن سے مکمل طور پر آراستہ ہیں۔ زبان کی دوسری خوبیوں کے علاوہ آپ کے اشعار میں موسیقیت بھی نظر آتی ہے جس سے کلام کا حُسن دوبالا ہو گیا ہے۔

یہ خاکسار نابکار دلبرا وہی تو ہے
کہ جس کو آپ کہتے تھے ہے بادفا وہی تو ہے
جو پہلے دن سے کہہ چکا ہوں مدعا وہی تو ہے
میری طلب وہی تو ہے میری دُعا وہی تو ہے

غرضیکہ آپ کا کلام صحیح معنوں میں امام الکلام کہلانے کا مستحق ہے۔ قاری خواہ کسی مزاج کا بھی کیوں نہ ہو آپ کے کلام سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے کہ آپ کے کلام کی بنیاد ہی "ٹوٹا ہوا دل" ہے جس کی صدائے بازگشت ہر شہر میں کہیں نہ کہیں موجود ہے اور غور کرنے والی سعید روحیں اس سے مستفید اور مستفیض ہوتی رہتی ہیں۔

کلامِ محمود مصلح موعود کی شخصیت کے ان گنت مظاہر میں سے صرف ایک مظہر ہے جسے پرکھنے کے لئے یہ مضمون یا کئی ایک مضمون مکتفی نہیں ہو سکتے یہ تو اہلِ سخن اور ماہرینِ فن ہی کر سکتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں صرف ایک جھلک ہی دکھائی جا سکتی ہے جس کی سعی کی گئی ہے ورنہ ؎

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے۔

نمائش برموقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ

حسب سابق امسال بھی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر نمائش کا اہتمام ہوگا۔ مجالس اس نمائش کو مفید اور کامیاب بنانے کے لئے خصوصی تعاون فرمائیں۔ خدام بھائیوں سے التماس ہے کہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی خوب صورت اشیاء اجتماع سے قبل مرکز میں بھجوائیں۔

(منتظم نمائش سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) مکرم چوہدری منظور احمد صاحب فضلِ عمر ہسپتال ربوہ نے اپنے والدین کی طرف سے مبلغ ایک ہزار روپیہ اپنے والد مرحوم کی وصیت کے مطابق اشاعتِ قرآن کریم کے لئے بھجوایا ہے۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ان کے لئے اور ان کے والدین کے لئے اور ان کے خاندان کے لئے تا ابد بطور صدقہ جاریہ کے ثواب اور برکات اور بخشش کا موجب بنائے۔ آمین

(۲) مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب گورایہ محلہ دارالعلوم غربی ربوہ مبلغ ۲۰۰ روپے چندہ مساجد بھجواتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا ہدایت اللہ خان بیمار اور کمزور ہے۔ احباب کرام اس کی مکمل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں

(۳) عزیزہ مکرمہ ناصرہ نسرین صاحبہ بیگم چوہدری شفاعت محمود صاحب آف گھٹیالیاں تعمیر مساجد کے لئے چالیس روپے ارسال فرماتے ہوئے قارئین الفضل سے دعاؤں کی متمنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے اقرباء پر پہلے سے زیادہ فضل و کرم فرمائے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

(۴) میرے بہنوئی امانت علی صاحب آف قصور کی دائیں ٹانگ ایک حادثہ میں ٹوٹ گئی تھی۔ جو اب جڑ گئی ہے۔ کامل و عاجل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ حادثہ میں ان کی ویگن کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ اس مالی نقصان کی تلافی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(شیخ کرامت فاروق۔ دارالرحمت غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس انصاراللہ کرتو ضلع شیخوپورہ کا ایک کامیاب تربیتی اجتماع

محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ کی تشریف آوری:

۱۴/۱۵ مئی ۱۹۸۱ء کو مجلس انصاراللہ کرتو ضلع شیخوپورہ کے زیر اہتمام ایک بہت کامیاب تربیتی اجتماع منعقد ہوا جس میں صدر مجلس مرکزیہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے بھی ازراہ نوازش شرکت فرمائی پروگرام کے مطابق اردگرد کے کثیر دیہات سے احمدی احباب مرد و زن اور بچوں کے علاوہ بھاری تعداد میں دوسرے دوست بھی شریک ہوئے جن کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔

۱۴ مئی کو بعد نماز عشاء پہلا اجلاس ہوا جو کہ رات کو ۱½ بجے تک جاری رہا اس میں مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف اور مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب سابق مبلغ سویڈن نے جماعت احمدیہ کی بیرونی ممالک میں خدمت اسلام کی مساعی پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالی۔ مکرم مولوی منیر الدین احمد صاحب نے سلائیڈز بھی دکھائیں اور واضح کیا کہ کس طرح جماعت احمدیہ دنیا کے مختلف ممالک میں مساجد، ہسپتال، سکول اور کالج قائم کرکے بنی نوع انسان کی بے لوث خدمات بجا لا رہی ہے۔ اس پروگرام میں آٹھ صد کے قریب دوست شریک ہوئے۔

اگلے روز بعد نماز فجر مربی سلسلہ مکرم مولوی عبدالرشید صاحب تبسم نے قرآن پاک کا درس دیا جس کے بعد ۹ بجے صبح دوسرا اجلاس ہوا اس میں مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب، مکرم مولوی مبشر احمد صاحب کاہلوں استاد جامعہ احمدیہ اور مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے تقاریر فرمائیں۔ حکیم دین محمد صاحب نے اپنا منظوم پنجابی کلام پڑھ کر سنایا۔ آخر میں صدر اجلاس مکرم تبسم صاحب نے مختصر صدارتی تقریر فرمائی۔

پونے دو بجے سہ پہر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب صدر مجلس مرکزیہ نے تشریف لاکر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا آپ نے اصلاح وارشاد کے فریضہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے لئے اپنے عملی نمونہ کو اسلام کے مطابق ڈھالنا ازحد ضروری ہے۔

اختتامی اجلاس ۲½ بجے سہ پہر محترم صاحبزادہ صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا اس میں تلاوت اور نظم کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے بڑے ہی مؤثر انداز میں خطاب فرمایا۔ آخر میں سوال وجواب کا پروگرام ہوا جو ۴ بجے سے ۵½ بجے شام تک جاری رہا۔ سامعین نے مختلف سوالات کئے جن کے صدر محترم نے بڑے مدلل اور مفصل جواب دیئے جن کا حاضرین مجلس پر گہرا اثر ہوا۔ اس مجلس میں حاضری ۶۰۰ مرد و زن پر مشتمل تھی جن میں ایک صد سے زائد دوسرے دوست اور معززین بھی شامل ہوئے۔

اس اجتماع میں شیخوپورہ کے علاوہ گوجرانوالہ اور سیالکوٹ اضلاع کے احباب بھی شامل ہوئے۔ جماعت کرتو نے قیام وطعام کا عمدہ انتظام کیا اور انصار کے علاوہ خدام واطفال نے بھی بہت تعاون کیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء!

(نصیر احمد شاہد مربی سلسلہ کرتو ضلع شیخوپورہ)

رپورٹ سالانہ لجنات

ہر لجنہ اپنی سالانہ رپورٹ ۱۰ اکتوبر تک بھجوا دے۔ رپورٹ مختصر اور لائحہ عمل کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ہر لجنہ رپورٹ کی دو دو کاپیاں صدر لجنہ مقامی کے دستخطوں سے بھجوائے۔

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

سپاس تعزیت

احباب نے میرے جوان سال بیٹے عزیز ملک افتخار احمد مرحوم کی وفات پر بذریعہ خطوط وعیادت گرامی تعزیت کی ہے جس پر میں خود میری بیگم اور عزیز مرحوم کی بیوہ تہہ دل سے شکرگزار ہیں ہم ہر ایک صاحب کو فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہیں لہٰذا بذریعہ الفضل سب احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم ہم سب کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ آمین۔ ملک بہادل شیر کوٹ رحمت خان۔ ضلع شیخوپورہ۔

سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع انشاء اللہ ۲۳، ۲۴، ۲۵ اکتوبر کو منعقد ہوگا جس میں ہر شہر۔ قصبہ یا گاؤں جہاں پر لجنہ کی تنظیم قائم ہے کی نمائندگی لازمی ہے۔

ہر ضلع کی صدر لجنہ اپنی ضلع کی لجنات سے رابطہ قائم کرکے انہیں اجتماع میں شمولیت کی تحریک کریں!

(جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

مجلس انصاراللہ کے زیر اہتمام

ناصر آباد فضل عمر فارم میں سلائیڈز کی نمائش

ہفتہ اصلاح وارشاد کے پروگرام کے ضمن میں مجلس انصاراللہ ناصر آباد فضل عمر فارم کے زیر اہتمام مورخہ ۸ اگست ۱۹۸۱ء کو بعد نماز مغرب ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم سید منصور احمد صاحب نمائندہ مجلس مرکزیہ مکرم ماسٹر فضل دین صاحب طارق کے ہمراہ تشریف لائے۔ مکرم سید صاحب موصوف نے بیرون ملک جماعتی مساعی اور روز افزوں ترقی کے تصویری مناظر بذریعہ سلائیڈز دکھائے جنہیں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے گذشتہ دورہ کی جھلکیاں نمایاں طور پر پیش کی گئیں۔ اور ساتھ رواں تبصرہ میں آپ نے جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے انعامات وافضال کا تذکرہ کیا اور صداقت حضرت اقدس کو مؤثر رنگ میں پیش کیا۔ مقامی جنریٹر خراب تھا اس لئے کنری سے جنریٹر منگوا کر انتظام کیا گیا۔ اس نشست میں جو ۲½ گھنٹے تک جاری رہی انصار وخدام لجنہ وناصرات واطفال نے دلچسپی اور شوق سے حصہ لیا۔ ۵۰۰ افراد نے استفادہ کیا۔ جس میں ۵۰ کے قریب معززین علاقہ بھی شامل ہوئے

اللہ تعالیٰ اس بابرکت محفل کے اچھے نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(عبدالحی زعیم انصاراللہ ناصر آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر)

اعلان نکاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی آصفہ طاہرہ بنت محمد مختار احمد صاحب جناح کالونی فیصل آباد کا نکاح ہمراہ عزیزم سلیم احمد صاحب ابن چوہدری شریف احمد صاحب حال ہمبرگ جرمنی مبلغ ۱۲۰۰۰/- (بارہ ہزار روپے) حق مہر پر امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد محترم جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ نے مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۸۱ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل فیصل آباد میں پڑھا۔

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور دائمی خوشیوں کا باعث بنائے۔ (آمین)

(امۃ العزیز ٹیچر پیس اہلیہ محمد مختار احمد کوسٹی بی ۵۳۵ جناح کالونی فیصل آباد)

وقف عارضی

حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"تیسری بات جس کی طرف میں احباب جماعت، عہدیداران جماعت خصوصاً امراء اضلاع کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میں نے عارضی وقف کے متعلق جماعت میں تحریک کی تھی ..... امراء اضلاع کو اس کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے

امراء اضلاع جماعت کے مستعد اور مخلص احباب کو اپنی ذمہ داری کی طرف متوجہ کریں تا زیادہ سے زیادہ احمدی اس مقصد (عارضی وقف) کے پیش نظر اور خدمت اسلام کے لئے اپنے وقت کا ایک تھوڑا اور حقیر سا حصہ پیش کریں۔" (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۳)

• ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) •

فہرست ہائے تجنید خدام برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء جلد مکمل کرکے مرکز میں بھجوائیں

(مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ کا ضروری اعلان برائے سال ۱۳۶۱ ہش / ۱۹۸۲ء

علمی تصانیف پر ساڑھے بارہ ہزار روپے سالانہ کے انعامات

حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے سلسلہ کی کتب کی تصنیف کے بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی ترغیب کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ڈھائی ڈھائی ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ انعامات ان کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آجائیں:۔

پہلا انعام: بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ۔ صفاتِ الٰہیہ۔ ضرورتِ نبوت۔ معیارِ شناختِ نبوت۔ دعا۔ قضا و قدر۔ بعث بعد الموت۔ بہشت و دوزخ۔ معجزات۔ ضرورت شریعت وغیرہ۔

دوسرا انعام: اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام: تاریخ مذہب۔ تاریخ انبیائے سابقہ۔ تاریخ اسلام۔ کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ۔ تاریخ احمدیت۔ صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ۔

چوتھا انعام: اسلامی اقتصادیات مثلاً "بنکنگ اور سود"۔ "نظام بیمہ"۔ "لیبر اور متعلقہ مسائل"۔ "تجارتی کمپنیوں کا نظام"۔ "انڈسٹری"۔ "بین الاقوامی تجارت" (ان مضامین پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالنے کے علاوہ۔ رائج الوقت نظام کے ساتھ موازنہ بھی کرنا ہوگا) کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق اور اس کی ترقی میں ان کا حصہ۔

پانچواں انعام: کوئی علمی موضوع جو اوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو۔

شرائط

(۱) یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کے لئے سال یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک شمار ہوگا۔

(۲) مقابلہ میں وہی مسودات کتب شامل کئے جاسکیں گے جو یکم نومبر تک دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔ البتہ خاص حالات میں استثنائی طور پر اس کے بعد بھی کوئی مقالہ قبول کیا جا سکے گا۔

(۳) یہ ضروری ہوگا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو بلکہ صرف مسودہ بھجوایا جائے گا۔

(۴) یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو

(الف) مسودہ کی دو جلد کاپیاں داخل کی جائیں اور اس کی ایک نقل مؤلف اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ (ب) مقالہ لکھنے سے پہلے مؤلف اپنے مقالہ کے مضمون کا مجمل خاکہ ارسال کریں تاکہ متعلقہ کمیٹی اس پر غور کر کے اگر ضرورت سمجھے تو مضمون کو بہتر بنانے کے لئے مناسب راہنمائی کر سکے۔ (ج) مقالہ نویس اپنے مقالوں میں حوالہ جات مکمل درج کریں۔ جن میں کتاب کا سن طباعت اور مصنف کا نام ضروری طور پر شامل کیا جائے۔ (د) انگریزی خوان طبقہ توجہ کرے۔ جائز ہوگا کہ ایک عربی دان عالم اور ایک انگریزی دان مل کر انگریزی میں مقالہ مرتب کریں جو دونوں کے نام شمار اور شائع ہو سکے گا۔

(۵) پرانی کتب زیر غور نہ آئیں گی۔

(۶) انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس معیار پر اترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کے لئے صدر محترم فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔ اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

(الف) مستحق انعام قرار دیئے جانے والے مقالوں کے مؤلفین کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے مقالوں کی اشاعت سے پہلے مصنفین کی ہدایت کی روشنی میں اپنے مسودوں کی تصحیح کرلیں۔ (ب) نیز مسودہ کی ایک تصحیح شدہ نقل ریکارڈ کے لئے دفتر میں داخل کریں۔

(۷) ضروری نہ ہوگا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون بھی معیار پر پورا نہ اترے تو اس سال انعام نہ دیا جائے گا۔

(۸) انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ مصنف کا ہوگا۔ لیکن انعامی مقالے یا تصنیف کے ۱/۳ حصہ کو بطور اقتباس شائع کرنے کا فضل عمر فاؤنڈیشن کو حق ہوگا۔ اور اگر تین سال تک انعامی مقالے یا تصنیف کو مصنف شائع نہ کرے تو کاپی رائٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ہو جائے گا۔ مقالہ نویسندگان اپنے اپنے مقالوں کی کم از کم دو مطبوعہ مجلد کاپیاں فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوائیں۔

(الف) اگر کسی مقالہ کی طباعت و اشاعت فاؤنڈیشن کے خرچ پر زیر غور ہو۔ اور مصنف کا اصرار ہو کہ اسے مناسب رائیلٹی ادا کی جائے تو فاؤنڈیشن اس پر غور کر سکتا ہے۔ یعنی رائیلٹی دے کر مقالہ چھپوانا خارج از امکان نہیں۔ (ب) اگر مقالہ نویس اپنا مقالہ خود شائع نہ کر سکتا ہو۔ اور مقالہ کی اشاعت فاؤنڈیشن کے نزدیک سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری ہو۔ تو فاؤنڈیشن اس کی اشاعت کا مناسب انتظام کرے گا۔

(۹) مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنف کا کام ہوگا۔ مگر بہتر ہوگا کہ عنوان کے متعلق وہ صدر محترم سے استصواب کرلے۔ انعام یافتہ مقالہ کی طباعت سے قبل اس مقالہ کے عنوان پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

(۱۰) اس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا محترم صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کا کام ہوگا اور اس کے بارے میں ان کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن۔ ربوہ)

دینی نصاب امیدواران ملازمت کمیشن سال ۸۲-۱۹۸۱ء

۱- برائے کارکنان درجہ اوّل گریجوایٹ یا اس سے زائد تعلیمی قابلیت رکھنے والے امیدواران

۱- پانچ ارکانِ اسلام
۲- نماز با ترجمہ۔ نماز جنازہ۔ خطبہ جمعہ ثانیہ (عربی)۔ دعائے قنوت (زبانی)
۳- قرآن مجید ناظرہ سارا۔ پہلے پانچ پارے با ترجمہ۔ ۱۰۰ اشعار درثمین (زبانی)
۴- سلسلہ احمدیہ کے متعلق عام معلومات۔ برکات الدعا۔ کشتی نوح
۵- دینی معلومات۔ تاریخ خلفائے راشدین تک
۶- انگریزی مطابق معیار گریجوایٹ۔ حساب (مطابق معیار میٹرک)
۷- حدیث الآداب۔ حدیث الاخلاق۔
۸- مضمون وفاتِ مسیح۔ ظہور مسیح کے نشانات۔ صداقت مسیح موعود۔ عقائد جماعت احمدیہ

۲- برائے کارکنان درجہ دوم

۱- پانچ ارکانِ اسلام۔
۲- نماز با ترجمہ۔ نماز جنازہ۔ دعائے قنوت۔ (زبانی)
۳- قرآن مجید ناظرہ سارا۔ پہلا پارہ با ترجمہ۔ درثمین اردو ۲۰ اشعار (زبانی)
۴- کشتی نوح۔ احمدیت کا پیغام۔
۵- انگریزی۔ حساب۔ مطابق معیار میٹرک۔
۶- عام دینی معلومات ۷- حدیث الآداب۔
۸- مضمون۔ وفات مسیح۔ ظہور مسیح کے نشانات۔ عقائد جماعت احمدیہ۔

(ناظر دیوان و صدر کمیشن امیدواران ملازمت؛ صدر انجمن احمدیہ)

ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری قبول فرمائیے! (سالانہ چندہ پندرہ روپے صرف)
منیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم حافظ ملک عبدالحفیظ صاحب مرحوم سابق مبلغ فجی کی وفات پر قرار دادِ ہائے تعزیت:

حافظ عبدالحفیظ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے

جزائر فجی، تخت ہزارہ اور رحیم یار خان کی جماعت ہائے احمدیہ کا اظہارِ تعزیت

فجی کے مبلغ اسلام محترم حافظ ملک عبدالحفیظ صاحب کی اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے دوران شہادت پر متعدد جماعتوں کی طرف سے قرار داد ہائے تعزیت موصول ہوئی ہیں۔ ان قرار دادوں میں شہید مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے اور مرحوم کے درجات کی بلندی اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کی دعا کی گئی ہے۔

جماعت جزائر فجی کی قرار داد تعزیت

جماعت ہائے احمدیہ جزائر فجی کی طرف سے حافظ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ کو قرار داد تعزیت میں مخاطب کرتے ہوئے لکھا گیا ہے

مکرمہ و محترمہ اہلیہ صاحبہ مرحوم مولانا حافظ عبدالحفیظ صاحب ملک مجاہدِ اسلام۔ مبلغ جزائر فجی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کی چادر پھیلائے رکھے آپ کو اپنے خاوند مکرم و محترم حافظ مولانا عبدالحفیظ صاحب ملک مبلغ جزائر فجی کی وفات پر جو شدید غم پہنچا ہے۔ ہم امیر جماعت فجی سجاد احمد خالد آپ کی فیملی اور ممبران جماعت ہائے احمدیہ جزائر فجی آپ کے اس عظیم غم میں برابر کے شریک ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جان فدا کر

آپ عظیم مبلغ سلسلہ کی عظیم اہلیہ ہیں۔ آپ کے خاوند ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ عاشق رسولؐ، عاشق قرآن اطاعت کا مجسمہ دینی تبلیغ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر اپنے اندر بھرا ہوا تھا۔

مرحوم مولانا مبلغ سلسلہ ایک عالم دین تھے طبیعت میں مزاح بھی پایا جاتا تھا اور خاموش طبع بھی تھے۔ تہجد گزار غریبوں کے ہمدرد اور متقی انسان تھے۔ ہمارے دل مبلغ سلسلہ مولانا صاحب مرحوم کی وفات پر خون کے آنسو بہاتے ہیں۔ ہم اس موقعہ پر آپ کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور ہماری دردمندانہ دعائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکرم مولانا حافظ عبدالحفیظ صاحب ملک پر اپنی ان گنت رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا کرے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور مرحوم مبلغ و مجاہد اسلام کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے آپ ہمیں اپنے غم میں برابر کا شریک سمجھیں اور ہماری طرف سے اپنی امی صاحبہ والدہ محترم اور شہید مرحوم کی امی صاحبہ اور ابا جان محترم سے بھی گہری ہمدردی اور تعزیت کا اظہار فرمائیں۔

والسلام ہم ہیں

۱۔ امیر و مبلغ انچارج سجاد احمد خالد معہ افرادِ خانہ
۲۔ ممبران جماعتہائے احمدیہ جزائر فجی
{ صووا۔ ناندی۔ مارو۔ لٹوکا۔ لمباسہ ولووا۔ ناصروانگا۔ ناوے یونی وغیرہ }

جماعت تخت ہزارہ

ارکان جماعت احمدیہ تخت ہزارہ کا یہ ہنگامی اور خصوصی اجلاس مجاہدِ احمدیت سابق مربی سلسلہ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا محترم حافظ ملک عبدالحفیظ مرحوم مبلغ فجی کی اچانک شہادت پر دلی افسوس اور انتہائی غم و اندوہ کا اظہار کرتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ صاحب مرحوم ۱۹۷۴ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے تو اس کے فوراً بعد اُن پر آشوب ایام میں تخت ہزارہ میں مربی سلسلہ کی حیثیت سے متعین کر دیئے گئے۔ آپ نے ان حالات میں جس طرح ہماری جماعت کو سنبھالا دیا — اور ہماری تربیت کی اور دیگر احباب کو تبلیغ کرنا شروع کی وہ اپنی مثال آپ ہے اور اس کی یادیں ہمارے ذہنوں میں اس طرح نقش ہیں۔ جیسے کل کی بات ہے — یہی وجہ ہے کہ آج تخت ہزارہ کے صرف احمدی ہی نہیں — دیگر احباب بھی آپ کی شہادت کی خبر سنکر دلی غم و الم کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

اے شہیدِ احمدیت! یہ بجا ہے کہ تو نے ہمارے درمیان صرف ۳۴ بہاریں گزاریں مگر تو ہمارے سینوں میں اپنی محبت کے وہ چراغ جلا گیا جو ہمیشہ روشن رہیں گے۔ جا اور اپنے رب کے حضور ہنستا مسکراتا ہوا حاضر ہو، خدا تیرا حافظ و ناصر ہو، ہماری دعائیں تیرے بزرگ اور سوگوار والدین کے لیے بھی ہیں اور تیری سوگوار بیوہ کے لیے بھی، خدا انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور تیرے چھوٹے چھوٹے، ننھے منے معصوم بچوں کا بھی وہ خود حامی و ناصر ہو۔ وہ ہمیشہ اس کی خاص حفاظت اور امان میں رہیں اور وہ تجھے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، تیری یہ قربانی وطنِ عزیز سے دُور، امام وقت اور مرکز سے دور، بیوی بچوں اور اعزہ و اقرباء سے دور، تیری یہ شہادت محض اپنے فضل سے قبول فرمالے اور تیرے اس قابل تقلید نمونے پر ہمیں بھی چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ہم ہیں اراکین جماعت احمدیہ
تخت ہزارہ (ضلع سرگودھا)

جماعت رحیم یار خاں

ہم جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ضلع رحیم یار خاں مکرم و محترم ملک حافظ عبدالحفیظ صاحب کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے والدین۔ بیوی۔ بچوں اور دیگر عزیز و اقارب کے بے پایاں غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جناب حافظ صاحب بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ عرصہ دو سال تک ان کا واسطہ ضلع رحیم یار خان سے رہا۔ اور ہم نے ہر جہت سے انہیں بے مثال انسان پایا۔ نہایت ہی محنتی انسان۔ سلسلہ کے جاں نثار مبلغ۔ حافظِ قرآن اور مقبول دعائیں کرنے والے تھے۔

اپنے فرائض میں ہمیشہ مستعد رہتے اور اگرچہ کتنی ہی کوئی مجبوری پیش ہو اپنے تبلیغی اور تربیتی پروگرام کو کبھی ملتوی نہ کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے بہت جلد انہیں دیار غیر میں جاکر تبلیغ و اشاعت احمدیت کا شرف عطا فرمایا اور انہوں نے جہاد اکبر کے دوران ہی اپنی جانِ عزیز، مالک حقیقی کے سامنے پیش کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مکرم حافظ صاحب مرحوم جیسے درویش صفت مبلغ عطا فرمائے۔ جن کی نہ اپنی مرضی ہو نہ ذاتی خوشیاں جو کچھ بھی ہو خدا تعالیٰ کے لئے ہو۔ نیز یہ بھی خدا تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ اُن کے والدین۔ بیوی بچوں اور جملہ عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور معصوم بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔

مکرم حافظ صاحب کی دینی خدمات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور خدا تعالیٰ کی جناب میں خاص مقام قرب نصیب ہو آمین۔

ہم ہیں
(احباب جماعت ہائے احمدیہ ضلع رحیم یار خان)

تقرر ممبران مجلس کارپرداز

برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء

(از یکم جولائی ۱۹۸۱ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۲ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے حسبِ ذیل ممبران مجلس کارپرداز نظارت بہشتی مقبرہ ربوہ کا تقرر فرمایا ہے۔

۱۔ خاکسار بشارت الرحمٰن ..... صدر
۲۔ پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ..... سیکرٹری
۳۔ مولانا عبدالمالک خان صاحب ..... ممبر
۴۔ مولانا نسیم سیفی صاحب (نمائندہ تحریک جدید) ... ممبر
۵۔ مولانا فضل الٰہی صاحب انوری ..... ممبر
۶۔ مبارک احمد صاحب طاہر ..... ممبر

(صدر مجلس کارپرداز - ربوہ)

معیاری خریداری کیلئے
واسع بھائی
کی اب ایک نئی پیشکش
عنقریب افتتاح ہو رہا ہے
شاہد شاپنگ سنٹر
افضل مارکیٹ گولبازار ربوہ
(دوکان گلی کے اندر ہے)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴